www.novalstock.com
Posted On Noval Stock

"ناول "ہوائیں رخ بدلتی ہیں
از قلم زرش نور
قسط نمبر ۱۳

زوہان اسوقت فرنٹ سیٹ پربراجمان تھا۔بیک سیٹس پر مصطفی سکندر اور دیدم بیٹھے تھے۔۔ ازمیر کی مختلیف شاہراہوں سے گزرتے ہوئے دیدم کو ماں اور باپ کی یاد ستانے لگی۔۔نہ جانے اس کااور آنسوؤں کا ساتھ اتنا گہرا کیوں ہو گیا تھا۔۔اسے پتہ ہی نہیں چلا کب نمکین پانی اس کی آنکھوں سے جاری ہو گیا تھا۔۔ سائیڈ مرر پہ دیکھتے ہوئے زوہان سکندر نے ہونٹ بھینچ لئے۔وہ ان آنسوؤں کو چننے کا حق بھی تو نہیں رکھتا تھا۔اس کا ہر آنسو اسے اپنے دل پر گرتا محسوس ہو رہا تھا۔۔

--------------- --------------

گھرپہنچ کر زوہان نےاسکی جانب اپنا موبائل بڑھایا ، اس نے ناسمجھی سے موبائل ہاتھ میں لیا تو زوہان نےاسے اشارتاً بات کرنےکو کہا۔

اس نے موبائل کان سےلگایا تو دوسری جانب رایان تھا۔اس کے چہرے پر خوشی کے رنگ بکھر گئے۔ سامنے صوفے پر بیٹھے زوہان سکندر نےدل چسپی سے اسے دیکھا اور دیدم کو اپنی طرف تکتے پاکر اس نے اخبار اٹھا کر اپنے منہ کے آگے کر لیا۔

www.novalstock.com

جبکہ دیدم نے اس کی نظروں کی تپیش محسوس کرتے ہوئے رخ موڑ لیا۔
رایان اور زمل نے اسے بتایا تھاکہ ایک دو دن تک وہ لوگ بھی ترکی پہنچ آئیں گے۔۔
مصطفی سکندر نے نیکسٹ سنڈے کو ان دونوں کی ولیمے کی تقریب رکھی تھی۔جس پر بڑے پیمانے پر لوگوں کو دعوت نامے دئیے جا رہے تھے۔
ایک مشہور ڈیزائنر دیدم کا ڈریس تیار کر رہی تھی۔اسے گھر سے کہیں بھی نہ جانا پڑا اور ہر چیز گھر بیٹھے اس تک پہنچی تھی۔اسے بس اپنی پسند بتانی تھی۔لیکن اسے اس سب میں کوئی دل چسپی نہیں تھی۔اس کی عدم دل چسپی دیکھ کر زوہان سکندر نے سب کچھ اپنی پسند سے کیا تھا۔ زوہان سکندر کے ننھیا ل سے بھی سب انوائٹیڈ تھے۔۔
اسے یہاں آئے آج چوتھا دن تھا اور ان چار دنوں میں اس نے زوہان سکندر کو نہیں دیکھا تھا۔
آج زمل اس سے ملنے آئی تھی۔
بہت آچھی لگ رہی ہو۔ "زمل نے اسے دیکھتے بھرپور " طریقے سےسراہا تھا۔سفیدرنگ کے چھوٹے چھوٹے نگینوں سے بھرے گھیرے دار فراک میں کاجل لگائے وہ بہت پیاری لگ رہی تھی۔۔ اسی دوران زوہان سکندر کمرے میں داخل ہوا۔ وہ رایان اور زمل کی آمد کا سن کر اپنی ایک

اہم میٹنگ چھوڑ کر آیا تھا۔ اسے دیکھ کر زمل ایکسکیوز کرتی باہر نکل گئی۔۔اس کے باہر نکلتے ہی زوہان نے دیدم کی تیاری پر ایک گہری نظر ڈالی ۔جبکہ وہ نظریں جھکائے کھڑی تھی۔وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا اس کے سامنے آ کر کھڑا ہوا۔ وہ وہاں سے جانے کے لئے ایک جھٹکے سے مڑی تھی لیکن اس سے پہلے ہی اس کی کلائی زوہان کی آہنی گرفت میں تھی۔ دیدم نے ایک نظر اس کی گرفت میں موجود اپنی کلائی پر ڈالی اور دوسری نظر زوہان سکندر پر۔اس کے چہرے پر ناپسندیدگی اور غصہ دیکھ کر زوہان نے نرمی سے ا س کی کلائی چھوڑ دی۔

زوہان کے چہرے پر تکلیف کے اثرات نمایاں تھے۔ وہ اس کے پاس سے گزرتا وارڈروب سے کپڑے لے کر واش روم کی طرف بڑھ گیا۔۔

واش روم کے دروازے پر ایک نظر ڈال کر دیدم باہر نکل آئی جہاں رایان اور زمل مصطفی سکندر کے پاس بیٹھے تھے۔ وہ آ کر مصطفی سکندر کے قریب بیٹھ گئی۔ وہ ا ن کی بہت عزت کرتی تھی۔ اور اب تو کمال صاحب کے جانے کے بعد اسے ان سے اور زیادہ انسیت ہو گئی تھی۔۔۔

اس کے بیٹھنے پر انہوں نے مسکرا کر اس کی طرف دیکھا اور رایان سے مخاطب ہوئے۔

” بیٹا میں کیسے تمہارا شکریہ ادا کروں جو تم نے یہ ہیرا ہماری جھولی میں ڈال دیا۔ “ اس کے آنے سے مجھے تو اپنا گھر جنت سا لگنے لگا ہے۔
رایان نے محبت س بہن کی طرف دیکھا ۔تبھی زوہان وہاں چلا آیا۔ اور وہ دونوں بزنس کی باتیں کرنے لگے۔
ملازم نے آ کر کھانا لگنے کی اطلاع دی تو وہ لوگ ڈائنگ روم کی طرف چل دئیے۔
تینوں مرد حضرات کے چئیر سنبھالنےکے بعد زمل اور دیدم بھی بیٹھ گئیں۔زمل رایان کے ساتھ جبکہ دیدم نے ان دونوں کو دیکھتے ہوئے زوہان کے ساتھ والی سیٹ سنبھال لی۔ زوہان نے اس کی موجودگی کو صرف محسوس کیا لیکن مڑ کر دیکھنے کی غلطی نہیں کی۔۔ البتہ وہ جو چیز بھی خود ڈال رہا تھا اس کی پلیٹ میں بھی ڈالتا جا رہا تھا۔۔۔ کھانا بہت خوشگوار ماحول میں کھایا گیا۔۔۔۔ رات گئے زمل اور رایان کے جانے کے بعد بہت تھکن کی وجہ سے زوہان کمرے میں آیا اور لیٹتے ساتھ ہی نیند کی آ غوش میں چلا گیا۔
دوسری جانب مصطفی سکندر اور دیدم بیٹھے زوہان کی بچپن کی تصاویر دیکھ رہے تھے ۔۔ مصطفی سکندر اسے ساتھ ساتھ زوہان کی پسند ناپسند اس کےدوستوں اس کے والدین کے بارے میں بتا رہے تھے۔۔

وہ چار سال کا تھا جب ماں اور باپ ایک ایکسیڈنٹ میں اسے چھوڑ کر چلے گئے۔وہ باپ سے بہت قریب تھا ۔ اس لئے پہروں روتا رہتا تھا۔ میں اکیلا ہوتا تھا۔اس کے باپ کے بعد سارا بزنس بھی مجھے ہی سنبھالنا تھا۔میں گھر اورکام کہ چکر میں گھن چکر بن گیا تھا۔

پھر ایک دن اس کی نانی آئیں اور اسے اپنے ساتھ لے جانا چاہا۔لیکن اس نے صاف انکار کر دیا۔وہ مجھے چھوڑ کر نہیں جانا چاہتا تھا۔۔۔

اس کے ننھیا ل میں فاطمہ سے اس کی دوستی ہے۔فاطمہ اس کے ماموں کی بیٹی ہے۔ دونوں ایک ہی سکول ،کالج اور پھر یونیورسٹی میں بھی ساتھ رہے۔

میرا خیال تھا کہ زوہان اسی سے شادی کرے گا۔

لیکن پھر تم آئی اس کی زندگی میں اور اس نے مجھے کہا۔ دادا جان آپ جائیں اب بہو لے ہی آئیں۔ اور جانتی ہو جب اس نے تمہارا نام لیا تو میں بہت خوش ہوا۔لیکن جب میں تمہارے گھر سے واپس آیا تو وہ بہت امید سے میرے پاس آیا تھا اور میں نے جب اسے تمہارے نکاح کے بارے میں بتایا تو پہلے پہل تو وہ بہت غصہ ہوا۔لیکن پھر بظاہر پرسکون ہو گیا۔بالکل ٹھہرے ہوئے پانی کی طرح۔

اور پھر اس نے وہ فیصلہ کیا جو اس نے تب بھی نہ کیا تھا۔جب اس کے ماں باپ اسے چھوڑ کر گئے تھے۔۔۔ وہ امریکہ چلا گیا مجھے یہاں اکیلا چھوڑ کر۔

اور جب میں اس سے شکوہ کرتا کہ وہ مجھے اکیلا چھوڑ گیا ہے تو ہنس کر کہتا۔دادا جان ..... شادی کر لیں۔۔
باتیں کرتے دونوں کو پتہ ہی نہیں چلا کہ کب فجر ہو گئی۔
اور پھر وہ نماز پڑھ کر اپنے کمرے میں چلی آئی۔

----------- ---------------

زوہان کی جس وقت آنکھ کھلی دھوپ کھڑکیوں سے چھن چھن اندر آ رہی تھی۔ وہ اٹھنے لگا جب اس کی نظر اپنے سینے پر رکھے دیدم کے ہاتھ پڑی جو ایک ہاتھ اس کے سینےپر رکھے جبکہ سر اس کےکندھے کہ قریب رکھے سو رہی تھی۔۔ وہ اس پل کو قید کر لینا چاہتا تھا۔ وہ واپس لیٹ گیا اور ہاتھ بڑھا کر اس کی آنکھوں پر آئے بال پیچھے کیے۔وہ سوتے ہوئے زرا سا کسمسائی اور سر زوہان کے کندھے پر رکھ لیا۔۔ زوہان اپنی جگہ ساکت سا رہ گیا۔اس کے بالوں سے اٹھتی خوشبو اسے مدہوش کر رہی تھی۔۔۔ اس نے کروٹ لی اور اس کا سر اپنے بازؤں پر رکھ کر آنکھیں موند لیں۔

-------------- ---------------